یزیدی المیوں کا پس منظر

سانحہ کربلا، المیہ حرّہ زہرہ اور واقعہ سنگباری کعبۃ اللہ، اسلامی تاریخ میں نمودار ہونے والے اپنی وضع کے سب سے پہلے دل خراش، المناک اور ہولناک حادثات ہیں، جن سے اسلامی تعلیمات سے صریح روگردانی، واضح اعراض، اور عملی انکار، وسیع پیمانے پر حکومتی سطح پر سے نمودار ہوا۔ شہادت عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور جنگ جمل و صفین بھی کچھ کم المناک و کربناک نہیں، اور اسلام کے دشمنوں کی سازشوں کے نتائج ہیں لیکن سانحہ کربلا۔ المیہ حرّہ زہرہ اور واقعہ سنگباری کعبۃ اللہ ایک ایسی ذہنیت کی غمّازی کرتے ہیں جس میں خشیت الٰہی نام کو نہ تھی۔ جو شعائر اللہ کی بے حرمتی میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتی تھی[1] جس کے دل میں حرمین شریفین کے احترام و عظمت کی قطعاً کوئی گنجائش نہ تھی اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہل بیت، صحابہؓ، مہاجرین و انصار، تابعین اور حفاظ کے جان و مال کو تباہ و برباد کر کے ان کی عزت و آبرو لوٹنے کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہ دیتی تھی[2] اور جو اسلام اور اس کے نام لیواؤں کو سخت اذیت کرب۔ اندوہ، غم اور مصیبت میں مبتلا کر کے دلی سکون اور ذہنی اطمینان حاصل کرتی تھی[3]

یہ تینوں المناک واقعات ایک ہی زنجیر کی تین کڑیاں ہیں تینوں کو یکجا کر کے مطالعہ کیا جائے تو ایک ایسے ذہن کا پتہ چلتا ہے۔ جو سراسر مادی ہے۔ جو اسی دُنیا کی جاہ و عظمت کا طالب ہے۔ جو اپنی راہ میں ہر قسم کی رکاوٹوں کو ہر جائز و ناجائز حیلہ و حربہ سے دُور کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنی حکومت سیادت

ا؎ ذٰلِكَ ۖ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ (پارہ ۱۷ سورہ الحج آیت ۳۲)

۲؎ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

(پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب آیت ۵۸)

۳؎ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ (پارہ ۳۰ سورہ البروج آیت ۱۰)

اور قیادت قائم رکھنے کے لئے اسلام کی مقرر کردہ تمام حدوں کو عبور کر جانے میں کوئی باک نہیں سمجھتا۔ اسے آخرت پر یقین ہوتا تو وہ مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگتا۔ اگر اسے اسلام سے واقفیت ہوتی تو اپنا ٹھکانا جہنم بنانے سے ضرور گریز کرتا۔ اور اگر اسے اللہ کا خوف ہوتا تو ہزاروں بے گناہوں کا خون اپنے ذمے نہ لیتا۔ آخر کیا وجہ تھی کہ حضرت عثمانؓ نے باغیوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم نہ دیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ اور دوسرے صحابہؓ[2] کے اذنِ قتال مانگنے پر بھی انہوں نے باغیوں سے لڑنے کا کوئی حکم نہ دیا۔ ان کے ذہن میں خشیت الٰہی اور ان کے دل میں تقویٰ جاگزیں تھا وہ کسی مسلمان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنا نہ چاہتے تھے۔ عبداللہ بن سبا کی سرگرمیوں سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود آپ نے اسے کوئی سزا نہ دی اور یوں غیر اسلامی طاقتوں کے پیدا کردہ طبقہ خوارج کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ اسلام اور اس کے مذہبی رہنماؤں کے خلاف اسلامی تعلیمات کے نام پر زہر اگلتے رہیں۔ ان کے دل میں یہ بات تھی کہ جب تک باغی عملاً کچھ نہ کر گزریں جو قابل تعزیر ہو، انہیں سزا نہیں دی جا سکتی پیش بندی کے طور پر نظر بندی (PREVENTIVE DETENTION) کا اس وقت رواج نہ تھا۔ حضرت علیؓ نے بھی مفسدہ پرداز خوارج کے خلاف جو سراسر غیر ملکی طاقتوں کے زیر اثر تھے۔ اسی بنا پر کچھ نہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مخلصانہ نکتہ چینی اور مفسدانہ پروپیگنڈے میں تمیز قطعاً نہ کی گئی اور دین کے نام پر مفسدہ پردازوں کے پراپیگنڈے نے ایک ایسی فضا تیار کر دی جس کا نتیجہ قتل، غارتگری، لوٹ مار، آبروریزی اور فساد فی الارض تھا۔ آزادی، نکتہ چینی کی اجازت۔ اعتراضات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا سب کچھ روا ہے لیکن آزادی کے نام پر ریاست کا تختہ الٹنے، امیر المومنین کو شہید کرنے، مسلمانوں کے درمیان قیامت تک فساد برپا کرنے اور ہزاروں مسلمانوں کی جان مال اور آبرو لوٹنے کو کوئی صحیح العقل شخص کبھی بھی درست نہیں سمجھے گا۔ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ[1] (فتنہ قتل سے بھی زیادہ قابل تعزیر ہے) اور مفسدوں کی سزا قتل، سولی پر چڑھانا، الٹے ہاتھ پاؤں کاٹنا، جلاوطن کرنا خود قرآن حکیم میں مذکور ہے[2]۔ خوارج

---

[1] پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۱۹۱ ✲ [2] اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(پارہ ۶ سورہ المائدہ آیت ۳۳)

غیر ملکی آلہ کار تھے۔ سیدھے سادے نومسلم ان کے ہتھے چڑھ گئے۔ حتّٰی کہ ان کے پراپیگنڈے کا اثر صحابہ کرامؓ پر بھی ہوا بعض حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو کچھ معاملوں میں قصوروار سمجھتے تھے۔ انہی کے پراپیگنڈے کا اثر تھا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے ایک ایسی راہ اختیار کی جس پر وہ تنہا گامزن رہے۔ خوارج کے زبانی اعتراضات نے ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ اس تحریک کا درپردہ مقصد یہ تھا کہ اگر دین اسلام کے ماننے والوں کو ختم نہ کیا جا سکے تو اسلامی نظام چلانے والے صحیح العقیدہ۔ صالح اور متقی سربراہوں کو بدل کر ان کی جگہ ایسے سربراہ لائے جائیں جن کا ذہن مذہبی کم ہو، مادی زیادہ ہو۔ جو نصرانیوں سے جنگ کی بجائے ان سے اتحاد، رشتے ناطے، تعلق قائم کریں۔ عیسائیوں کو اسلامی ریاست میں اہم سرکاری سول اور فوجی عہدے دیں جو اسلام کو ایک دین نہ مانیں جو زندگی کے ہر گوشے پر حاوی ہے بلکہ مذہب اور سیاست کو علیحدہ علیحدہ کر دیں۔ اور سیاست پر سے مذہب کی بالادستی کو مکمل طور پر ختم کر دیں۔ یزید کے دور میں سیاست پر سے مذہبی بالادستی مکمل طور پر ختم کر دی گئی اور یہ عیسائیت کی اسلام پر پہلی بڑی فتح تھی۔

یہ واقعات شاخسانہ تھے بیعت کا۔ جو یزید امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں، عبداللہؓ بن زبیرؓ عبداللہؓ بن عباسؓ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں سے اپنی امارت حکومت یا ملوکیت کے حق میں لینا چاہتا تھا۔ یزید کے ہاتھ میں تلوار تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ اس تلوار کے زور سے وہ چاہتا تھا کہ لوگ اس کی مذہبی قیادت اور خلافت کو بھی مان لیں لیکن جن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین کا دور دیکھا تھا۔ وہ کیسے اس شخص کو خلیفہ مان سکتے تھے جو نماز نہ پڑھتا تھا جو شراب خور تھا راگ رنگ کا شوقین تھا تصویریں رکھتا تھا۔ جو لہو لعب میں مبتلا رہتا تھا۔ کتوں سے شکار جس کا مشغلہ تھا جس کی تربیت عیسائی ماحول میں ہوئی تھی[1]۔ جس کے دوست عیسائی تھے[1]۔ جس کی ماں نصرانیہ تھی[2]۔ بیوی عیسائی تھی۔ اور جو اپنے عیسائی دوستوں کا انتقام مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ کر لینا چاہتا تھا۔ اور یوں اپنی ماں، بیوی اور بچپن کے دوستوں اور اُستادوں کے کلیجے ٹھنڈے کرنا چاہتا تھا۔

---

[1] تاریخ اعراب فلپ کے ہٹی صفحہ ۱۹۱۔ بنات الصلیب قمرالدین احمد صفحہ ۶۷۔

[2] تاریخ اعراب۔ فلپ کے ہٹی صفحات ۱۹۵/۱۹۶، تاریخ شام فلپ کے ہٹی صفحہ ۴۴۸

صاحب السیرۃ النبویۃ نے لکھا ہے۔ کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے پاس کسی ضرورت سے آیا جب وہ آپؐ کے سامنے آیا تو اس پر سخت کپکپی اور رعب طاری ہوگیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: "اطمینان رکھو میں نہ تو بادشاہ ہوں نہ جبار۔ میں تو قریش کی ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو مکہ میں سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔۔۔۔" [1]

حدیث میں آیا ہے کہ جب اسرافیل کی زبانی آپؐ سے یہ پوچھا گیا کہ آپ نبی اور بادشاہ بننا پسند کریں گے یا نبی اور عبد؟ تو آپؐ نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا۔ گویا ان سے مشورہ کر رہے ہوں۔ جبرئیلؑ نے زمین کی طرف نظر کی اور تواضع کا مشورہ دیا۔ ایک روایت میں یوں ہے۔ کہ "جبرئیلؑ نے مجھے تواضع برتنے کا مشورہ دیا۔ تو میں نے نبی اور عبد بننا پسند کیا۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نہ بادشاہ تھے۔ نہ آپؐ نے کبھی حکومت کی خواہش کی یہی حال خلفائے راشدینؓ کا تھا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور عبد تھے خلفائے راشدینؓ میں سے ہر ایک خلیفہ رسول اللہ یا خلیفہ خلیفۃ رسول اللہ اور عبد تھا۔ اس کے برعکس حضرت معاویہؓ عبد اور بادشاہ تھے لیکن یزید پرا بادشاہ تھا

یہ تینوں سانحات یزید کے دور حکومت کے تین سالوں میں ظہور پذیر ہوئے۔ یزید مر گیا تو اس کے بیٹے کو صرف تین ماہ کی حکومت نصیب ہوئی اور آخر وہ بھی مر گیا اور یوں جس حکومت کو اپنے خاندان میں بحال اور قائم اور مستحکم رکھنے کے لئے حضرت معاویہؓ نے کئی جتن کئے تھے جس کے لئے اپنوں سے لڑائیاں لڑی تھیں۔ اور جس کے لئے سیاست کے تمام حیلے اور داؤ۔ مکر اور فن اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کیا تھا جس کے لئے قرآن حکیم کی واضح ہدایات و احکامات کی بھی پروا نہ کی گئی تھی اور قتل انسانی[3] اور قتلِ عمد[4] مسلمانان سے بھی پرہیز نہ کیا گیا تھا۔ وہ حضرت معاویہؓ کی وفات

---

[1] اسلام اور اصول حکمت ایف ایم ماجد صفحہ ۱۲۹

[2] السیرۃ النبویۃ از احمد بن زینی دحلان از کتاب الکفاء، القنوع اور الاسلام و اصول الحکم از شیخ علی عبدالرزاق صفحہ ۱۲۹

[3] مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۚ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۚ (پارہ ۶ سورہ المائدہ آیت ۳۲) (جو کوئی کسی کو جان کے (عوض کے) یا زمین پر فساد کے (عوض کے) بغیر مار ڈالے تو گویا اس نے سارے آدمیوں کو مار ڈالا اور جس نے ایک کو بچا لیا تو گویا اس نے سارے آدمیوں کو بچا لیا)۔

[4] وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ

(حاشیہ صفحہ ۵۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

کے بعد محض تین سال کے اندر ہی ان کے اپنے خاندان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ اگرچہ اموی حکومت نوّے سال قائم رہی[1] لیکن اس میں حضرت معاویہؓ ان کے بیٹے یزید اور پوتے معاویہ دوم کی قسمت میں حکومت تئیس سال کے عرصہ کے لئے نصیب ہوئی (حضرت معاویہؓ نے ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۷ دن حکومت کی تھی اور تہتّر (۷۳) برس کی عمر میں وفات پائی[2])

سانحہ کربلا اور واقعہ سنگ باری کعبۃ اللہ مشہور واقعات ہیں اور ان کی تفصیلات عام کتابوں میں ملتی ہیں لیکن چونکہ عام کتابوں میں المیہ حرّہ زہرہ کا ذکر نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ سطور میں صرف آخر الذکر المیے کا ہی ذکر کیا جائے گا، اور اس کے تذکرے کے بعد تینوں المناک واقعات کے پس منظر کا جائزہ لیا جائے گا۔

مدینہ منوّرہ میں کسی وقت آتش فشاں پہاڑ کا لاوا پھوٹ پڑا تھا۔ اس لاوے کے تودوں نے سنگستانوں کی شکل اختیار کر لی۔ معدنیات سے مالا مال ہونے کی وجہ سے اِن سنگستانوں کا ملحقہ علاقہ نہایت زرخیز ہے۔ مدینہ منوّرہ کے نخلستان انہیں سنگلاخ چٹانوں کے درمیان ریتلی زمین میں واقع ہیں۔ بارشوں سے ان سنگستانوں (حرّوں) سے زمین کو زرخیز بنانے والے اجزا بہہ کر زمین میں مل جاتے ہیں۔ اور فصلوں پھلوں غلّوں کی پیداوار بہت بڑھ جاتی ہے۔ ایک ایسا ہی حرّہ (سنگستان) مدینہ منورہ سے جانب مشرق ایک میل کے فاصلے پہ واقع ہے جس کا نام حرّہ زہرہ ہے۔ یزید نے جنگ کرنے کے لئے مسلم بن عقبہ مرّی کو ایک عظیم الشان شامی فوج دے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸)

عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ (پارہ ۵ سورہ النسا آیت ۹۳) (اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنّم ہے جس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ اور اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار رکھے گا۔) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِيْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ (اگر زمین و آسمان کی تمام مخلوق کسی مومن کے خون بہانے میں شریک ہو جائے۔ تو اللہ تعالےٰ سبھی کو داخل جہنّم کر دیں گے) -

---

[1] East & West انڈ ٹائن بی صفحہ ۲۱۵ - [2] مسلمان حکمران رشید اختر ندوی صفحہ ۱۷۸

کر مدینہ منورہ بھیجا۔ یہ فوج اکثر و بیشتر عیسائیوں پر مشتمل تھی[لہ]۔ اور غیر مسلم فوجیوں کے مظالم کے خوف اور فتنوں سے بچنے کے لئے اہل مدینہ نقل مکانی کر کے حرّہ زہرہ چلے گئے۔ بچے۔ بوڑھے۔ عورتیں اور جوان سبھی ان میں شامل تھے۔ یہ لوگ مدینہ منوّرہ چھوڑ کر کیوں باہر گئے؟ اس کے بارے میں چند ارشادات نبویؐ اور اقوال صحابہؓ تھے جو اہل مدینہ کے اذہان میں موجود تھے۔ ان کے زیر اثر وہ فتنہ سے بچنے کے لئے مدینہ منوّرہ سے باہر نکل گئے۔

ایک روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ میری اُمت کی ہلاکت قبیلہ قریش کے افراد کے ہاتھوں ہوگی صحابہؓ نے پوچھا کہ ایسے وقت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ آپؐ نے فرمایا۔ کہ عزلت اور گوشہ نشینی اختیار کرنی چاہیے۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا "مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ مدینہ میں ایک ایسی جنگ ہوگی جس کی وجہ سے دین یہاں سے اس طرح صاف نکل جائے گا جس طرح سر کے بال مونڈنے سے سر صاف ہو جاتا ہے۔ اس دن تم مدینہ سے باہر نکل جانا اگرچہ ایک منزل کا فاصلہ کیوں نہ ہو"۔ ایک اور حدیث میں روایت ہے کہ آپؐ اپنے ایک سفر سے واپسی پر حرّہ زہرہ پہنچے تو آپؐ نے وہاں توقف فرمایا اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۝ پڑھی۔ حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے آپؐ کے توقف اور پھر اس آیت کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ "اس سنگستان میں میرے صحابہؓ اور میری اُمت کے بہترین آدمی قتل کئے جائیں گے"۔ حضرت کعب احبارؓ نے بیان کیا کہ تورات میں ہے کہ مدینہ منوّرہ کے مشرق میں واقع سنگستان میں اُمت محمدیہ کے کچھ ایسے لوگ جامِ شہادت پئیں گے۔ جن کے منہ قیامت کے دن چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہوں گے۔ حضرت کعب احبارؓ کی مزید روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ایک روز بہت زیادہ بارش ہوئی۔ بارش تھمنے پر حضرت عمرؓ دوسرے صحابہؓ کے ہمراہ شہر سے باہر نکل گئے چلتے چلاتے وہ اس حرّہ پر آن پہنچے۔ اس حرّہ کے اردگرد پانی کی ندیاں بہتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان ندیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "جس طرح پانی کے

لہ تاریخ اعراب فلپ کے ہٹی صفحہ ۱۹۱

سیل یہاں اب بہہ رہے ہیں اسی طرح خون کے سیل بھی یہاں سے بہیں گے" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آگے بڑھ کر کعب احبارؓ سے پوچھا کہ یہ واقعہ کس زمانے میں رونما ہوگا۔ حضرت کعبؓ نے فرمایا " اے زبیرؓ کے بیٹے! تو اس بات سے ڈر کہ یہ واقعہ کہیں تیرے ہاتھ پاؤں سے رونما نہ ہو"[1]

مسلم بن عقبہ کانا تھا۔ بوڑھا تھا۔ اسے شام سے مدینہ منورہ تک پالکی میں لایا گیا تھا[2]۔ وہ اپنے دل میں اہل مدینہ کے لئے بغض و عداوت کا ایک طوفان رکھتا تھا۔ اس کے دل میں یہ بات سما گئی تھی کہ اہل مدینہ حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں۔ اس لئے اس کی زندگی بھر کی آرزو یہی تھی کہ کہیں موقعہ ملے تو وہ اہل مدینہ کے خون سے اپنا جی ٹھنڈا کرے[3]۔ نفرت کا جو طوفان حضرت عثمانؓ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے حضرت معاویہؓ نے اُٹھایا تھا۔ جس کے لئے حضرت عثمانؓ کی عیسائی بیوی[2] نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیوں اور حضرت عثمانؓ کی خون آلود قمیص کی دمشق میں نمائش کی گئی تھی اس کا بدترین مظہر یہ شخص نام نہاد مسلم تھا اس کے اسی غلو کو دیکھتے ہوئے حضرت معاویہؓ نے یزید سے وصیت کرتے ہوئے اسے کہا تھا کہ جب کبھی اہل مدینہ سے نپٹنے کی ضرورت پیش آئے تو مسلم بن عقبہ سے کام لینا اور اسی وصیت پر عمل کرتے ہوئے یزید نے اسے اہلِ مدینہ کے خلاف مہم کا سربراہ مقرر کیا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اسے مسرف بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ قتل و فساد میں بہت مسرف اور مفرط تھا[4]۔ اہل مدینہ کے اس دشمن نے بظاہر اپنے دل کو قاتلان عثمانؓ کے قتل کا انتقام لینے اور ارمان نکالنے کی تسلی دے رکھی تھی لیکن اس عقل کے اندھے کو یہ خیال نہ رہا کہ مدینہ منورہ کے عام شہریوں کے قتل عام سے قاتلین عثمانؓ کا انتقام کیسے لیا جا سکتا تھا اور پھر اس کے لئے اس نے

---

[1] محبوب القلوب۔ شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی صفحہ ۵۴۔

[2] (Maysun was a Jacobite Christan like her predecessor Nailah, Uthman's wife, who also belonged to the Kalb tribe). History of the Arabs, by P.K. Hitti page 195.

[3] "تاریخ اعراب فلپ کے ہٹی۔ صفحہ ۱۹۱"۔

[4] محبوب القلوب شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی صفحہ ۵۹۔ [5] محبوب القلوب شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی صفحہ ۵۵

نہ کوئی مقدمہ قائم کیا نہ کوئی شہادت پیش کی گئی اور نہ کسی کو سزا سنائی گئی بس یونہی تعزیر و سزا کا ایک ایسا بھیانک ڈرامہ کھیلا گیا جس میں کسی کی معصومیت، بے گناہی اور عدم ارتکاب جرم کا قطعاً کوئی احترام نہ کیا گیا۔ اصل مجرموں کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ عیسائی سازش کے تحت ابھرنے والے خوارج تین سو سال تک فساد پھیلاتے رہے اور ان کی طرف کسی نے انگلی تک نہ اٹھائی اور بے گناہ مسلمانوں پر جھوٹا الزام لگا کر انہیں شہید کر دیا گیا۔ یہ کمال احمق۔ بدبخت۔ ظالم اور شقی شخص تھا۔ جس نے اہل مدینہ کو نہایت ذلت سے اپنے عیسائی سپاہیوں کے ہاتھوں شہید کرایا۔ صرف وہی بچے جو دور نکل گئے۔ المیہ حرّہ زہرہ فتنہ تاتار سے کم نہ تھا۔ سقوط بغداد، غرناطہ، دہلی، اور ڈھاکہ سے جو قیامت مسلمانوں پر ٹوٹی اس کے بانی اور محرک بھی اسلام دشمن عناصر تھے اور فتنہ حرّہ کی قیامت صغریٰ بھی مسلمانوں کے ہاتھوں غیروں نے برپا کی تھی۔ اس فتنہ میں سترہ سو (۱۷۰۰) صحابہؓ، مہاجرین وانصار۔ علماء، تابعین اخیار کو شہید کر دیا گیا۔ سات سو (۷۰۰) حفاظ قرآن شہید کئے گئے۔ قوم قریش کے ۹۷ افراد شہید ہوئے۔ دس ہزار مدینہ منوّرہ کے شہری شہید کر دیئے گئے اور یوں کل بارہ ہزار چار سو ستانوے بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے گئے۔ اسی پر بس نہ تھا۔ ان بدبخت، غیر مسلم فسادیوں نے فسق، فساد، زنا اور لوٹ کو مباح قرار دے دیا۔ جہاں قتل معمولی بات ہو وہاں مال اور آبرو لوٹنا اس سے بھی معمولی بات ٹھہری۔ انھوں نے مدینہ منوّرہ کی مسلمان عورتوں کو اپنی ہوس شہوت مٹانے کے لئے تختہ مشق بنایا۔ اور ان کی اس کارروائی کے نتیجے[1] میں ایک ہزار عورتوں نے اولاد زنا کے بچے جنے[1]۔ (جنگ عظیم ثانی میں عیسائیت کے نام لیوا امریکی سپاہیوں کے زنا کی بدولت لاکھوں جرمن۔ جاپانی۔ اطالوی اور انگریز عورتوں نے لاکھوں حرامی بچے جنے جواب ہیپیوں کی شکل میں دارالاسلام پاکستان میں مسلمانوں کی چھاتیوں پر مونگ دلتے نظر آتے ہیں) مورخ یعقوبی کے بیان کے مطابق ان بدبختوں نے مسجد نبویؐ میں گھوڑے باندھے روضۃ من ریاض الجنۃ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے منبر اور قبر مبارک کے درمیان جگہ) پر گھوڑوں کی لید اور پیشاب پڑا رہا۔ اس قتل و غارت، لوٹ مار، آبروریزی کا حاصل یزید کی بیعت تھی۔ بیعت کے الفاظ تھے۔

---

[1] محبوب القلوب شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی صفحہ ۵۶ - ۵۹ ؂

یزید چاہے تم کو بیچے چاہے آزاد کرے، چاہے خدا کی عبادت کی طرف بُلائے، چاہے معصیت کی طرف بُلائے تم اس کی اطاعت سے منہ نہ موڑو گے"۔ جو یہ بیعت نہ کرتا تھا اسے اسی وقت شہید کر دیا جاتا تھا۔ مدینہ منوّرہ ان دنوں آدمیوں سے بالکل خالی ہو گیا تھا پھل پھول صحرائی جانوروں کے نصیب ہوتے مسجد نبویؐ میں کُتّوں کا بسیرا تھا، مدینہ منوّرہ میں موجود تمام لوگوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ سعید بن المسیبؒ کو بیعت کے لئے لایا گیا تو انہوں نے کہا میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقے پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ سُنتے ہی مسرف (مسلم بن عقبہ) نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس پر ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ تو پاگل ہے۔ اس پر ان کی جان بچی مسجد نبویؐ میں تین دن اور تین راتیں اذان نہ کہی گئی نہ نماز با جماعت کے لئے کوئی مسلمان آتا تھا۔ اکیلے سعید بن المسیبؒ تھے کہ مسجد نبویؐ میں موجود تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہر نماز کے وقت حجرہ شریفہ سے آواز اذان و اقامت سُنتا تھا اور اسی کے تتبع میں میں بھی نماز پڑھتا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ کی داڑھی کے تمام بال نوچ ڈالے کیونکہ ان کے گھر میں لُوٹنے کے لئے کوئی سامان نہ تھا۔[1]

اس مہم پر روانہ کرنے سے پہلے یزید نے ملک شام میں منادی کرائی تھی کہ جو شخص حجاز کی مہم پر جانے کا ارادہ کرے گا اسے حکومت کی طرف سے سفر جنگ کے اخراجات کے علاوہ سو دینار بطور انعام ملیں گے ایسی فیاضانہ پیش کش کے جواب میں بارہ ہزار آدمی تیار ہو گئے یزید نے ابن مرجانہ کو حکم بھیجا کہ تم عبداللہ بن زبیرؓ سے جا کر لڑو۔ اس نے تامل کیا۔ اور یہ بات سوچی کہ ایک فاسق کی خاطر وہ نیک آدمیوں سے مقابلہ نہ کرے گا۔ اس کے تامل پر یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر کا سربراہ مقرر کیا۔ حضرت معاویہؓ کی وصیت بھی اسی کے بارے میں تھی۔ مسلم بن عقبہ کو حکم ملا یہ تھا۔ کہ اہالیان مدینہ کو تین بار دعوت بیعت دو۔ اگر قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کرو۔ یہاں تک کہ تم غالب آجاؤ۔ غلبہ حاصل ہونے پر تین دن حرم مدینہ کو مباح کرو۔ لُوٹ مار، قتل غارت۔ زنا کی کھُلی چھُٹی ہے۔ جو کچھ سامان۔ مال۔ اسباب۔ خوراک ملے لشکریوں پر حلال کرو۔ تین دن کے بعد قتل و غارت سے باز رہو، علی بن حسینؓ سے کچھ تعرض نہ کرو۔ اگر تمہیں کوئی حادثہ پیش آئے تو حصین بن نمیر سکونی کو سالار لشکر مقرر کر دو۔[2]

---

[1] محبوب القلوب شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی صفحہ ۵۹

[2] ۲۷۹

مسلم بن عقبہ نے حرّہ کے قتل عام کے علاوہ مدینہ منوّرہ میں بھی قتل و غارت، لوٹ، زنا روا رکھا کچھ لوگ مدینہ سے چلے گئے۔ جو باقی رہے سبھی قتل ہوئے۔ خال خال کوئی بچا۔ شہدائے حرم مدینہ کو دیکھ کر وہ کہتا تھا کہ ان لوگوں کے قتل کے باوجود اب بھی دوزخ میں جاؤں تو مجھ سے زیادہ بدبخت اور کوئی نہ ہوگا۔ اپنی طرف سے ان بے گناہوں کے قتل میں اس نے ثواب کا پہلو نکال لیا تھا کہ اس نے قاتلین حضرت عثمانؓ کا بدلہ لے لیا ہے۔ اس قتل عام کے بعد وہ مکہ معظمہ کی طرف عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف جنگ آرائی کے لئے روانہ ہوا۔ واقعہ حرہ کا تیسرا روز تھا کہ سفر کے دوران اس کا پیٹ خون اور پیپ سے بھر گیا اور وہ مر گیا۔ اس نے مرنے سے پہلے اپنی جگہ حصین بن نمیر سکونی کو سالار لشکر مقرر کیا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کرنے منجنیقوں سے پتھر برسائے اور کعبۃ اللہ کو آگ لگانے کی وصیت کی۔

حصین بن نمیر نے مکہ معظمہ پہنچ کر کعبۃ اللہ کا جس میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ موجود تھے محاصرہ کر لیا منجنیقوں سے پتھر برسائے اور ایک نیزہ کے سرے پہ آگ لگا کر کعبۃ اللہ کو آگ لگا دی کعبۃ اللہ جل گیا۔ حجر اسود کے تین ٹکڑے کر دیئے گئے "بیت اللہ ماتمی عورتوں کے فگار سینوں کی طرح دکھائی دیتا تھا"۔[۱-۲] محاصرہ ۶۴ روز جاری رہا۔ شدید قتال ہوا۔ محاصرہ کے دوران یزید کی موت کی خبر پہنچی۔ تو بنو امیہ اور شامی عیسائی فوجی ڈر گئے کہ مرکزی کردار کی عدم موجودگی میں ان کے مظالم کے ردعمل کے طور پہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مکہ معظمہ میں ہی گھیرے جائیں اور گھر واپس جانا ہی نصیب نہ ہو۔ چنانچہ وہ بھاگ نکلے۔

واقعہ حرّہ بروز بدھ وار ۲۷ یا ۲۸ ذوالحجہ ۶۳ھ کو ہوا۔ کعبۃ اللہ پہ سنگ باری ۳ ربیع الاول ۶۳ھ کو ہوئی اور یزید کی موت یکم ربیع الثانی ۶۳ھ کو ہوئی فلپ کے ہٹی کے مطابق یک چشم مسلم بن عقبہ کی شامی فوج نے ۲۶ اگست ۶۸۳ء کو حرّہ زہرہ پہ ڈیرے ڈالے کعبۃ اللہ کا محاصرہ ۲۴ ستمبر ۶۸۳ء کو شروع کیا اور ۲۷ نومبر ۶۸۳ء کو محاصرہ ترک کر دیا گیا[۴]

اس دور میں مشرق اوسط اور یورپ، ایشیا اور افریقہ کے ساحلی علاقوں پر روما الکبریٰ کی حکمرانی تھی۔ اسلام کی آمد سے آٹھ سو سال پیشتر یہ حکومت وجود میں آئی اور اسلام کی آمد سے

۱-۲ محبوب القلوب شاہ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۵۹

۳-۴ تاریخ اعراب فلپ کے ہٹی صفحہ ۱۹۱،

چار سو سال پیشتر یہ حکومت عروج پہ تھی اس وقت اس کا مقابلہ ایران کے ساسانی بادشاہ کسریٰ سے ہوا جس میں روم الکبریٰ کے حکمران قیصر کو پہلی بار شکست ہوئی۔ اس ایرانی غلبے کو روکنے کے لئے قیصر قسطنطین نے ۳۳۰ء میں ریاست کا مذہب عیسائیت قرار دیا۔ ایران اور روم الکبریٰ کی سرحد پہ عیسائی قبائل آباد تھے۔ روم الکبریٰ کی بازنطینی عیسائی حکومت نے عراق اور شام کے ریگستانوں میں بسنے والے ان عیسائی قبائل کو مراعات دے کر پکا عیسائی بنا دیا تھا اور انہیں اپنی سرحدات کی حفاظت کے لئے ایک آہنی دیوار بنا دیا تھا[1]۔ جب روم الکبریٰ کی حکومت کی سرحدیں بہت بڑھ گئیں اور ایک مرکزی حکومت کے لئے تمام علاقوں کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تو شہنشاہ ڈائیوکلیشین (DIOCLETIAN) (۲۸۴ء تا ۳۰۵ء) نے ملک روم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ مشرقی حصے کا دارالحکومت بازنطیم (BYZANTIUM) قرار پایا جو بعد میں قسطنطنیہ اور استنبول کہلایا تھا۔ اور مغربی حصے کا روم دارالحکومت مقرر کیا گیا۔ مشرقی حصے کا مذہبی سربراہ بشپ آہستہ آہستہ پوپ سے علیحدہ ہو گیا اور استنبول کے چرچ کو مشرقی چرچ کے نام یاد کیا جانے لگا جب کہ مغربی حصہ کا سربراہ پوپ تھا جس کا صدر مقام ویٹیکن (روم اٹلی) میں تھا۔ مشرقی حصے کے عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی صحیح تعلیم کے مطابق یورپی عیسائیت کے مخالف تھے جو تثلیث کی قائل تھی۔ مشرقی حصے کے یہ عیسائی نسطورین۔ ارین۔ اور مونوفزائٹ کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ایک فرقہ بت پرستی کا بھی مخالف تھا[2]۔ چھٹی صدی عیسوی میں شہنشاہ جسٹینین نے دونوں چرچوں کو متحد کرنا چاہا۔ اس نے مغربی طرز کی عیسائیت کو بزور مشرقی علاقے پہ مسلط کیا اور لاکھوں اشخاص کو اس منصوبہ کی تکمیل کے دوران مروا ڈالا[3]۔ مغربی حصے میں پوپ کی ماتحتی میں عیسائی رومن کیتھولک کہلائے۔ بعد میں انگلستان کا علیحدہ چرچ بن گیا جو اینگلی کن چرچ کہلایا۔ اس کا سربراہ آرچ بشپ آف کنٹربری بنا۔ بعد کے ادوار میں عیسائیوں میں مزید

---

۱ بنات الصلیب۔ قمرالدین احمد صفحہ ۶۰

۲ History of Christian Church by Rev: W.P. Hares pp. 158, 207, 237

۳ Byzantiums the Imperial Centuries, by Romilly Jenkins. pp. 8 and 9.

علیحدگی کا رجحان پیدا ہوا۔ جرمنی کے مارٹن لوتھر کے پیرو پراٹسٹنٹ کہلائے۔ یہ پوپ کو نہ مانتے تھے اسی میں سے پیوریٹن عیسائیوں کا فرقہ نکلا۔ یورپ میں ان پر مذہبی سختی ہوئی تو وہ اور یہودی امریکہ جا بسے شام میں شامی عیسائی بستے تھے اور شام کے صحرا میں بسنے والے شامی عرب بھی عیسائی تھے[1]۔ یہ لوگ یمن کے باشندے تھے اور وہاں سے ہجرت کر کے شام آبسے تھے ان میں سے بنو کلب کا قبیلہ بہت مشہور ہے۔ شام کے اصل صحرائی باشندے شمالی عرب کہلاتے تھے۔ یہ بھی عیسائی تھے۔ ان میں بنو قیس[2] ایک مشہور قبیلہ تھا۔ ان میں سے کچھ قبائل عراق کے صحرا میں جا بسے تھے۔ حضرت معاویہؓ اوّل۔ یزید اور معاویہ دوم کے حامی بنو کلب تھے کیونکہ حضرت معاویہؓ اور یزید کی بیویاں بنو کلب سے تعلق رکھتی تھیں۔ یزید کے مرنے کے بعد جب معاویہ دوم بادشاہ بنا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حجاز میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے عراق میں اپنے بھائی مصعبؓ کو گورنر بنایا۔ اور دمشق میں قبیلہ قیس کے سردار الضحاک ابن قیس الفہری کو گورنر بنایا۔ انہوں نے اسے گورنر اس لئے بنایا کہ بنو کلب اور بنو قیس کی آپس میں سخت دشمنی تھی۔ چونکہ قبیلہ بنو کلب حکمران بادشاہ حضرت معاویہؓ اور یزید کے ساتھ تھا اس لئے بنو قیس ان کے مخالف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اس لئے وہ معاویہ دوم کے بھی مخالف تھے[3] (ورنہ دونوں قبیلے عیسائی تھے) الضحاک کو دمشق کے نواح میں مرج راہط پر جولائی ۶۸۴ء میں مروان بن الحکم اموی کی ماتحتی میں بنو کلب کے ہاتھوں شکست فاش ہوئی یہ جھگڑے چلتے رہے۔ ولید اوّل نے اپنے ساتھی بنو قیس بنائے۔ اسی کے عہد حکومت میں محمد بن قاسم نے ہندوستان میں قتیبہ بن مسلم باہلی نے وسط ایشیا (ترکستان) میں اور موسیٰ بن نصیر نے سپین میں فتوحات حاصل کیں لیکن اگلا خلیفہ ولید اول کا بھائی سلیمان تھا اس کے ساتھ بنو کلب تھے۔ اس کے عہد میں بنو کلب کے کہنے پر تینوں جرنیلوں کو واپس بلایا گیا اور انتہائی ذلیل و خوار کر کے انھیں مار دیا گیا۔ یزید دوم کی ماں مضری (بنو قیس) تھی اس لئے وہ بنو قیس کا حامی تھا۔ یہی حال ولید دوم کا تھا۔ یزید سوم کے ساتھی بنو کلب تھے۔ بنو کلب اور بنو قیس کے جھگڑے شام اور لبنان دونوں ملکوں

---

[1] تاریخ اعراب از ہیٹی صفحہ ۱۹۴ -

[2][3] تاریخ اعراب از فلپ کے ہٹی صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ +

میں آج بھی جاری ہیں لے

ان عیسائی قبائل کا مرجع قسطنطنیہ (استنبول) تھا جو رومۃ الکبریٰ کا دارالحکومت تھا۔ عربوں کی فطرت میں عصبیت غالب ہے۔ خواہ یہ عصبیت قبائلی ہو یا مذہبی۔ اس لئے ان سرحدوں پر بسنے والے عیسائی قبائل میں مسلمانوں کے خلاف نفرت بغض اور عداوت بھی بہت شدید تھی۔ دور اسلام سے پہلے رومی سلاطین ان عیسائی عرب قبائل کو ایران کے خلاف استعمال کرتے رہے اور اسلام کی آمد پر انہیں مسلمانوں کے خلاف تخریبی کارروائیوں کے لئے استعمال کیا گیا۔ جہاں مسلمانوں کے خلاف میدان کارزار میں رومی لشکروں نے مقابلہ کیا[۳] وہاں رومی حکمرانوں نے نئی اسلامی ریاست میں تخریب کاری مفسدہ پردازی، نفاق انگیزی کو بھی روا رکھا۔ عبداللہ بن سبا، اگرچہ پہلے یہودی تھا لیکن اسے اور اس کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے خلاف آمادۂ پیکار کرنے میں غیر ملکی ہاتھ کام کر رہا تھا۔ خوارج کے خیالات، ان غیر مسلم پادریوں کے خیالات تھے جو اسلام پر بے جا اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ ان اعتراضات کو اپنے داعیوں۔ خفیہ کارکنوں اور خطیبوں کے ذریعے مسلمانوں میں خوب پھیلایا گیا۔ یہ کارکن بظاہر اسلام قبول کر لیتے۔ اور اس سے انہیں مسلمانوں کے درمیان پراپیگنڈا کرنے کا کھلا پروانہ مل جاتا۔ یہاں تک کہ خلیفۃ المومنین بھی۔ آزادی کے نام پر ان مفسدہ پردازوں کے اعتراضات کے جواب میں کچھ نہ کر پاتا۔ دلوں کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کون جانتا ہے کہ اعتراضات کرنے والا شخص مخلصانہ طور پر اصلاح چاہتا ہے یا مفسدانہ طور پر فتنہ انگیزی میں مصروف ہے۔

اسلام کے خلاف عیسائیت کا پہلا حربہ تو میدان جنگ میں عملی کارروائی تھا جو اس دور میں بھی اور مابعد ادوار میں بھی صلیبی جنگوں کی شکل میں کی گئی[۴]۔ اس صدی کے شروع میں مسلمانوں کے اندرونی نفاق اور فساد کو بروئے کار لا کر نیز فوجوں کے استعمال سے مسلمان ممالک کے حصے بخرے کئے گئے

لے تاریخ اعراب از فلپ کے ہٹی ۲۸۱ ۔ ۵۲ بنات الصلیب از قمر الدین احمد صفحہ ۹۱

۵۳ جنگ یرموک معرکہ و فتح دمشق۔ جنگ اجنادین معرکہ فحل۔ جنگ مرج الروم معرکہ و فتح حمص۔ فتح حاضر، فتح قنسرین۔ فتح بُصریٰ میں رومیوں کو شکست پر شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا ملاحظہ ہو "خالد بن ولید" از ابوزید شبلی صفحات ۲۴۸ تا ۲۸۸ ۔ د تاریخ اعراب از فلپ کے ہٹی صفحات ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۲

۵۴ سوانح صلاح الدین ایوبی از محمود الاسرا ... صلاح الدین از رشید اختر ندوی اور لین پول کی Saladin

ترکی کی حکومت کے خاتمے کی مثال واضح ہے اور اب نئے استعماراتی نظام (NEO COLONIALISM) کے ذریعے عیسائیت کا اسلام پر غلبہ قائم کرنے کی مساعی کی جارہی ہیں ؎۱

دشمنوں کا ایک اور حربہ نظریاتی جنگ ہے معاویہ اور یزید کے ادوار میں تو خوارج کے ذریعے پراپیگنڈے کی مہم کو تیز کر کے مسلمان زعماء و ائمہ کو اس کا تختۂ مشق بنایا گیا۔ تاکہ وہ ہاتھ جو اسلام کی ریاست کو مضبوط بنا سکتے تھے کمزور یا شل ہو جائیں (انہی لوگوں کے فساد کی وجہ سے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ادوار میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ رُک گیا) نیز اسلامی عقائد و اعمال پر اعتراضات کے ذریعے عامۃ المسلمین کے ذہنوں کو پراگندہ و پریشان کر دیا گیا۔ انہیں باہمی آویزش اور خانہ جنگی میں مبتلا کر دیا گیا۔ اور شیعہ سُنی کا جھگڑا ایسا چلا دیا گیا جو قیامت تک چلے گا مسلمان ایک دوسرے کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے رہیں گے اور دشمنانِ خدا امن سے بیٹھے رہیں گے ۔ عربی زبان۔ تمدن۔ تہذیب و ثقافت کے نام پر عربوں کو اُبھارا گیا اور انہیں چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم کر کے بے حیثیت بنا دیا گیا۔ پندرہ کروڑ عرب مسلمان متحد ہو کر اسرائیل کی پچیس لاکھ یہودیوں پر مشتمل ریاست کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بیت المقدس ان سے چھن گیا۔ وادی سینا کا پچیس ہزار مربع میل کا علاقہ یہودیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ شرم الشیخ سے عرب تسلط اُٹھ گیا اور یوں ایلہ سے حیفہ تک ایک ہزار مربع میل کا خشک راستہ (جس پر ٹرکوں کے ذریعے سامان لے جایا جاتا ہے) وجود میں آ گیا ہے جو اسرائیلی تسلط میں ہے اور جس کی وجہ سے نہر سویز کو دوبارہ کھلوانے کی اہل مغرب کو ضرورت ہی نہیں۔ حال ہی میں عربوں نے اسرائیل کو امریکی اسلحہ کی ترسیل اور مغربی ممالک کی اسرائیل کی عام حمایت میں اور امداد کے جواب میں اپنے پٹرول کو روک لینے کی تجویز کا ابھی اعلان ہی کیا تھا کہ امریکہ نے اعلان کر دیا کہ اگر عربوں نے پٹرول مغربی ممالک کو دینا بند کیا تو امریکہ شام۔ عراق اور لیبیا میں اپنی فوجیں اُتار دے گا اسی زبان کے نام پر مشرقی پاکستان میں کیا کچھ ظلم مسلمانوں پر روا نہیں رکھا بنگلہ زبان اور تہذیب کے نام پر تحریک نیویارک کے یہودی اخبارات میں شروع ہوئی۔ اور تمام یورپ کے اخبارات و رسائل نے مغربی پاکستانی فوج اور سول افسروں کے بنگالیوں پر مظالم کا خوب ڈھنڈورا پیٹا۔

؎۱ Civilization on Trial by A.J.Toynbee

۲۸۴

معاشی استحصال کی خبریں شائع کیں مشرقی پاکستان کو پنجابیوں کی نوآبادی بتایا گیا اور نتیجہ کیا نکلا اچھے بُرے مسلمانوں کی معیت سے نکل کر مشرقی پاکستان بھارت کی غلامی میں ایک سیکولر (لامذہبی) ریاست بن گیا جس کا معاشی استحصال بھارت نے کچھ یوں کیا کہ مغربی پاکستانیوں کی مبینہ ناانصافی اور معاشی استحصال کے قصے صریحاً من گھڑت اور واضح فریب نظر آنے لگے۔ اور یوں نام نہاد بنگلہ دیش میں بھارت کے خلاف ایک تحریک کا آغاز ہو گیا لیکن مسلمانوں کے جان و مال، آبرو، کو جو نقصان پہنچا، اس کی تلافی کبھی ممکن نہیں ہو سکتی۔

انڈونیشیا میں ۲۰ سے ۴۰ لاکھ تک مسلمان کمیونسٹ کہہ کر شہید کر دیئے گئے۔ نائیجیریا میں ابوبکر تفاوا بلیوا وزیر اعظم کو شہید کر دیا گیا۔ اور احمد بلو وزیر اعظم شمالی نائیجیریا کو بارہ عیسائی فوجی میجروں نے شہید کیا۔ ارٹیریا میں ہزاروں مسلمان حبشہ کی عیسائی فوجوں نے شہید کیئے۔ قبرص میں آرچ بشپ مکاریوس نے ہزاروں ترک مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ بھارت میں آج تک سات ہزار ہندو مسلم فسادات ہوئے ہیں جن میں مسلمانوں کی جانیں مال عزت اور آبرو محفوظ نہیں ہے۔ اور تو اور چھوٹے سے چھوٹے ملکوں جیسے نیپال اور زنجبار میں بھی مسلمانوں کو ظلم و ستم کا شکار بنایا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ موجودہ دور میں مغربی عیسائی یہودی مصنفین نے اسلامی زعما، عقائد، عبادات معاشرت تاریخ، تہذیب، تمدن تعلیم وغیرہ پر اپنے صدیوں سے گھڑے ہوئے اعتراضات کا اعادہ ان ہزارہا[۱] کتابوں میں کر دیا ہے۔ جو وہ اسلام اور اسلامی امور و معاملات پر ہر سال شائع کرتے ہیں۔ ان کتابوں کا مقصد عیسائیوں کو اسلام سے آگاہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں کو گمراہ کرنا ہوتا ہے۔ یوں خوارج نے اپنے دور میں اپنے عیسائی آقاؤں کے ایما پر اسلام کو نظریاتی اعتبار سے کچلنے کے لئے کچھ کم خدمت انجام نہیں دی۔

عیسائیت کا ایک اور حربہ مسلمان زعما سے عیسائی عورتوں کی شادی ہے۔" یہودی زعما کے پروٹوکول میں صاف لکھا ہے کہ عورت ہمارا ہتھیار ہے۔ اسے اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس ہتھیار کو ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں جیسے استعمال کیا گیا وہ سب کے سامنے ہے۔ ڈاکٹر جے ڈبلیو فیوک نے لکھا ہے" یورپ کی لڑکیوں کو ایسی تعلیم دی جائے تاکہ آئندہ ایشیا کے بڑے لوگوں

۱۔ Die Arabischen Studien in Europa. by J.W.Fuck. PP. 16, 25

کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ان کی شادی کر دی جائے۔" سپین میں مسلمانوں کے زوال کے وقت ان کے امراء اور صاحب ثروت لوگوں کے گھروں میں عیسائی عورتیں تھیں۔ غرناطہ کے آخری حکمران ابو عبداللہ کی ماں عیسائی تھی۔ اس کا عیسائی نام ازابل ڈی سولس (ISABEL DE SOLIS) تھا اسلامی نام ZORAYA یا زہرہ تھا۔ اسلامیان اندلس کے آخری دور میں ابوالحسن ایک بہادر تاجدار تھا۔ یہ ازابل ابوالحسن کی بیوی بنی۔ ابوالحسن نے فرڈی نینڈ کو شہر لوشہ (LOJA) میں شکست فاش دی۔ اس کی دو بیویاں تھیں ایک ملکہ عائشہ اور دوسری نصرانی ملکہ زہرا۔ زہرا نصرانیہ نے ابوالحسن کی عدم موجودگی میں معزول کرا کے اپنے بیٹے ابو عبداللہ کو بادشاہ بنوا دیا[1]۔ ابو عبداللہ بزدل اور ناتجربہ کار تھا۔ اس نے عیسائیوں سے شکستیں کھائیں۔ اور ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گیا۔ وہ قیدی بنا اور ماں کے کہنے پر اس نے فرڈی نینڈ شاہ سپین کی انتہائی ذلیل شرائط کو تسلیم کر لیا۔ یہ ازابل کی کوششیں ہی تھیں جن کی بنا پر مسلمانوں کی آٹھ سو سال سے قائم سپین میں سلطنت کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا گیا۔ اس کے مقابلے میں قشتالیہ کی عیسائی ملکہ ازابیلا انتہائی کٹر عیسائی تھی۔ اس نے ارغون کے فرڈی نینڈ سے شادی کر کے مسلمانوں کو سپین سے نکال باہر کیا۔ اس نے مغرب کی تمام مسیحی طاقتوں کو اسلامیان اندلس کے قتل میں حصہ لینے کی دعوت دی[2]۔ پاپائے روم نے اپنا پورا تقدس اور اقتدار اس تحریک کے کامیاب بنانے میں استعمال کیا۔ زندہ انسان اس لئے دھکتی آگ میں جھونک دیے گئے یا ان کا گوشت کھایا گیا کہ وہ مسلمان تھے۔ اس سب قیامت کی روح رواں ملکہ ازابیلا تھی[3]۔ اسی نے پریسٹر جان (تاوانگ خاں) سے ملاپ کے لئے بحری بیڑے بنائے اور کولمبس کو بھیجا تاکہ تاوانگ خاں کے ذریعے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا جائے[4]۔ عام مسلمانوں میں فرڈی نینڈ اور ازابیلا کی بڑھتی ہوئی فوجوں کے

۱؎ Decisive Battles of the Western World, by J.F.C Fuller. p.533 or History of the Arabs in Spain by J.A.Conde. Vol III P. 356.

۲؎ Decisive Battles of Western World by J.F.C. Fuller. p. 534.

۳؎ Crusades in the Later Middle Ages by Aziz Suryal Atya. p. 258, 259
وبنات الصلیب از قمر الدین احمد صفحہ ۱۰۵/۱۰۶۔

۴؎ Encyclopaedia of Religions and Ethics. Vol. X p. 272.

خلاف جذبۂ جہاد بیدار نہ ہوا۔ ان کا خیال تھا کہ ہمارے گھروں میں تو عیسائی عورتیں ہیں۔ ہمیں فرڈی نینڈ فاتح بن کر کیا کہے گا۔ لڑائی سے تو تباہی ہوگی۔ ہمارے باغ زمینیں جائیدادیں برباد ہوں گی۔ ابوعبداللہ نہ سہی۔ فرڈی نینڈ سہی۔ جو بادشاہ آئے گا وہ ہم سے تو تعرض نہ کرے گا کہ ہم تو صلح جو ہیں اور صلح کی نشانی ہماری عیسائی بیویاں ہیں۔ لیکن تاریخ کا فیصلہ اس سوچ کے الٹ تھا۔ آٹھ سو سال حکومت کرنے کے بعد مسلمانوں کا نام حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ اور مسلمانوں پہ عورتوں اور بچوں سمیت وہ ظلم ڈھائے گئے جس کی نظیر روئے زمین پہ نہیں ملتی۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جو خفیہ تدابیر اختیار کیں کچھ ان کا تذکرہ عزیز سریال کی کتاب میں ملتا ہے [۱] ان میں ایک تدبیر مسلمانوں کی زبانیں سیکھنا ہے۔ ان زبانوں کے سیکھنے سے مسلمانوں کے خیالات سے واقفیت اور انہیں متاثر کرنے کے لئے حربے، تدبیریں اور ترکیبیں اختیار کی جاتی ہیں۔ اسی زبان دانی کے زور پہ اسلام پہ اعتراضات سے بھرپور نت نئی کتابیں شائع کی جاتی ہیں۔ ایک اور ترکیب یہ تھی کہ دنیا بھر میں جہاں بھی کوئی طاقت مسلمانوں کے خلاف ابھرتی نظر آئی اسے مسلمانوں کے خلاف اکسایا جائے عیسائیوں کے نسطوری راہبوں کا ایک گروہ چین میں بظاہر عیسائیت کی تبلیغ اور درپردہ مسلمانوں کے خلاف چینی حکمرانوں کو اکسانے اور جنگ پہ آمادہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا [۲]

رومیوں کے ہاں ہر سال جشن منایا جاتا تھا اس میں دنگل ہوتے تھے اور ان میں انسان ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور ہارنے والے کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ یہ لڑنے والے انسان محکوم اقوام کے افراد ہوتے تھے۔ جنہیں مفتوح اقوام کے فوجیوں کے بچوں میں سے منتخب کر لیا جاتا تھا۔ انہیں بچپن سے ہی خونخواری اور سفاکی کی تربیت دی جاتی تھی۔ وہ انسانی صفات سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے۔ اور نرے وحشی بن جاتے تھے۔ جن کا کام لڑنا اور قتل کرنا ہوتا تھا۔ تربیت کے ان اصولوں کو جن سے انسان وحشی درندے بن جاتے عیسائی تبلیغی جماعت کے ذریعے تاتاریوں کے پاس پہنچایا گیا۔ قیصر روم کی یہ کوشش کامیاب رہی اور عیسائی تبلیغی جماعت کے ذریعے منگول فوجیوں کے دلوں

۱۔ Crusades in the Later Middle Ages by Aziz Suryal Atya. p. 258, 259.

۲۔ Oldest Relations between China and Europe, by G.F. Hudson.

میں مسلمانوں کے خلاف زہر بھر دیا گیا۔ وہ مسلمانوں کے خون کے پیاسے بن گئے۔ غیر مہذب منگول پہلے ہی وحشی درندے تھے اس پر مزید تربیت نے انہیں اور زیادہ سفاک اور بے رحم بنا دیا۔ عیسائی عورتوں سے شادی نے جلتی پر تیل کا کام دیا۔ یہ جذباتی مذہب پرست عورتیں اپنے جذبہ ایمانی کو تسکین دینے کے لئے منگولوں کو مسلمانوں کے قتل عام پر اکساتی رہیں۔ اور اس طرح چنگیز خاں اور اس کے بیٹوں کی عیسائی بیویاں سو سال مسلمانوں کا قتل عام کرواتی رہیں۔ چنانچہ عیسائی پادریوں کی آمد کے کئی سو برس بعد چنگیز خاں کے پیش رو نسطوری عیسائی تاوانگ خاں نے جو ترکوں کے قبیلے کرایت (KIRAET) کا سردار تھا اور یورپ میں اسے سینٹ جان پریسٹر کہا جاتا ہے۔ بادشاہ عمانویل اوّل شاہ یونان کے پاس اپنے سفیر بھیجے اور ان کے ہاتھ یہ پیغام دیا " میری فوج کے سامنے تیرہ صلیبیں ہوتی ہیں اور ہر صلیب کے پیچھے ایک لاکھ پیادہ سپاہی اور دس ہزار سوار چلتے ہیں یہ سب صلیب کے دشمنوں (مسلمانوں) کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہوں [1]

ہنری جہاز راں HENRY THE NAVIGATOR، جان اول والئے پرتگال کا بیٹا تھا ایک نہایت متعصب ماں نے اسے پالا تھا۔ اس کی ماں ملکہ فلپا مسلمانوں کی سخت دشمن تھی۔ ہنری نے عربوں سے جہاز رانی کے راز حاصل کئے اور ان کو اس غرض کے لئے استعمال کیا۔ کہ زمین کا چکر کاٹ کر تاتاریوں سے رابطہ قائم کیا جائے تاکہ وسط ایشیا کے ان وحشیوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جائے۔ ہنری کی مہمات کا مقصد عیسائیت کی اشاعت اور دین عیسوی کے دشمن مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا تھا۔ وہ اس نصرانی نام نہاد ولی پریسٹر جان (تاوانگ خاں) کی تلاش میں تھا جو مشرق میں مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا اس نے جزائر سیوطہ اور تنجیر پر حملہ کر کے اپنے شوق صلیبی جہاد کو پورا کیا۔ کولمبس اور واسکوڈے گاما بھی اسی مشن پر نکلے تھے۔ اور انہوں نے امریکہ اور ہندوستان میں لوگوں کو جبر و ستم سے عیسائی بنایا۔

(باقی آئندہ)

---

[1] Encyclopaedia of Religions and Ethics Vol X p. 272.

[2] Travel and Travellers of the Middle Ages by A. P. Newton. p.91, 205.